34589 ـ بیوی کی بیماری کی بنا پر مشکلات

سوال

میرے بھائی نے ایك عورت سے شادی کی جسے آنکھوں میں ٹیڑھ پن کی بیماری ہے، اسے اس کی بیماری کے بارہ میں دو ماہ قبل علم ہوا، اسے صرف اتنا علم تھا کہ اس کی نظر کمزور ہے، پھر شادی ہو گئی اور اب میں متردد ہے کہ آیا اسے رکھے یا کہ چھوڑ دے کیونکہ بچوں کی تربیت پر اثر پڑیگا.
اب وہ مستقل طور پر اپنی ساس کے ساتھ اختلاف میں رہتا ہے کیونکہ وہ بہت غلط زبان استعمال کرتی ہے، میرے بھائی کا خیال ہے کہ ساس نے اس پر جادو کر دیا تھا تا کہ وہ اس کی بیٹی سے شادی کر لے، اور اب وہ اپنے اعصاب پر بھی کنٹرول نہیں رکھ سکتا، بلکہ اکثر اوقات بیوی کو مارتا رہتا ہے، اور اسے قبیح اور غلط قسم کے الفاظ کہتا ہے.
برائے مہربانی ہمیں یہ بتائیں کہ ان دونوں کی مصلحت کے لیے کیا کرنا چاہیے ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

آپ نے جو بیان کیا ہے کہ اس کی آنکھ میں جو ٹیڑھ پن ہے یہ ان عیوب میں شامل نہیں ہوتا جسے فقہاء کرام نے خاوند کے لیے فسخ نکاح اختیار کرنے کا سبب قرار دیا ہے.

اور بعض علماء مثلا شیخ الاسلام ابن تیمیہ اور ابن قیم رحمہ اللہ اور شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ بھی اسے ہی راجح قرار دیتے ہیں کہ:

ہر وہ عیب جو خاوند اور بیوی کے لیے نفرت کا باعث بنتا ہو، اور اس سے نکاح کا مقصد محبت و مودت اور پیار حاصل نہ ہو تو اس سے فسخ کا اختیار حاصل ہو جاتا ہے "

دیکھیں: زاد المعاد (5 / 163).

اس بنا پر ہر اس عیب کی بنا پر فسخ کا اختیار حاصل ہو گا جو نکاح کے مقصد محبت و پیار اور مودت اور اولاد کے حصول میں مانع ہو.

لیکن آپ کے بھائی کو اس عیب کا علم ہو بھی گیا اور اس سے وہ کچھ صادر ہوا ہے جو اس کی رضا پر دلالت کرتا ہے، وہ یہ کہ اس نے اپنی بیوی سے معاشرت مکمل کی اور نکاح فسخ کرنے میں جلدی نہیں کی، یہ چیز فقہاء کرام

کے ہاں رضامندی کو واجب کرتی ہے، اور اسے فسخ نکاح کا حق نہیں ہے.

لیکن آپ کو علم ہے کہ طلاق خاوند کا حق ہے، اس لیے جب خاوند دیکھے کہ وہ اپنی بیوی کے ساتھ صحیح زندگی بسر نہیں کر سکتا، اور وہ اس کے ساتھ رہتے ہوئے محبت و الفت اور سکون حاصل نہیں کر سکتا جو کہ نکاح کی اساس و بنیاد ہے تو پھر اسے طلاق دینے کا حق حاصل ہے.

اس طرح کی حالت میں یہی نصیحت کی جاتی ہے کہ اس بیوی پر صبر کیا جائے، اور مشکلات کو حل کرنے کی کوشش کی جائے، اگر بیوی کی والدہ اس مشکل کا بنیادی سبب ہے تو بہتر یہی ہے کہ ساس سے دور رہا جائے، اور رہائش دوسری اختیار کر لی جائے.

اگر آپ کا بھائی اسی رہائش میں رہتا ہے جہاں ساس رہتی ہے یا پھر اس کے قریب کہیں رہتا ہے تو وہ اس سے دور رہائش اختیار کر لے، اور ساس کے ساتھ صرف ٹیلی فون پر رابطہ رکھا جائے اور تھوڑی سی ملاقات ہو.

اور اگر ان مشکلات کا سبب بیوی کا برا اخلاق ہے تو آپ کے بھائی کو اپنے متعلق دیکھنا چاہیے کہ کہیں اس کا سبب وہ خود تو نہیں ؟ اور بیوی کے ساتھ اس کے معاملات اس کا سبب تو نہیں بن رہے ؟

کیونکہ ہو سکتا ہے آپ کے بھائی اپنی بیوی کے ساتھ معاملات کرنے کا انداز اور اسلوب صحیح نہ ہو، اور کثرت سے اسے مارنا اور اسے گالیاں دینا ہی اس کے برے اخلاق کا سبب بن رہا ہو.

آپ کے بھائی کو اس سلسلہ میں تجربہ کار لوگوں سے مشورہ کرنا چاہیے، اور ہر قسم کے وسائل کے ساتھ ان مشکلات کو حل کرنے کی کوشش کریں.

اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے:

اگر تم انہیں ناپسند کرتے ہو تو ہو سکتا ہے تم کسی چیز کو ناپسند کرو اور اللہ سبحانہ و تعالی اس میں بہت زیادہ بھلائی پیدا کر دے النساء (19).

اور اگر مشکلات میں اور اضافہ ہو جائے، اور وہ دیکھے کہ اس سے نکلنے کی کوئی راہ نہیں، یا پھر دیکھے کہ اس کی جانب سے بیوی کو مانوس کرنے اور اس سے محبت کرنے کی کوئی راہ نہیں ہے اور وہ اس کے ساتھ نہیں رہ سکتا تو پھر اسے طلاق دینے میں کوئی حرج والی بات نہیں.

لیکن اس حالت میں بیوی سے دخول کرنے کی بنا پر خاوند بیوی کو پورا مہر ادا کریگا.

واللہ اعلم .